فقہ القرآن: مولانا عمر احمد عثمانی کا منہج واسلوب

Fiqh-ul-Qura'ān: Approach and Style of Maulana Umar Ahmad Usmani

Syed Shahzad Ali
M. Phil Scholar Govt. College University Lahore:
shahzadalee@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Naeem
Chairperson Islamic Studies Department, Govt. College University Lahore:
naeem_gcu@yahoo.com

ABSTRACT
Maulana Umar Ahmad Usmani, a distinguished Islamic Scholar, was brought up in a prestigious family with a literary background. He was the son of an eminent Islamic Scholar of the Subcontinent, Maulana Zafar Ahmad Usmani, who participated actively in the freedom movement of Pakistan. Maulana Zafar Ahmad Usmani wrote many outstanding books such as Aalaa-us-Sunan and Ahkam-ul- Qura'ān. His son, Maulana Umar Ahmad Usmani, also wrote many books but Fiqh-ul-Qura'ān is his masterpiece in eight volumes and it deals with the principles of Fiqh entirely in lines with the Holy Qura'ān. Being a moderate Islamic Scholar, he manifests a balanced approach in his writings. This is a qualitative research in which data is gathered from secondary sources; books, articles and online sources. Though, he was a follower of the Hanfi School of thought, he had free conviction in the authenticity of all the four schools. He was of the viewpoint that Islam is dynamic, universal and permanent, so the door of Ijtihad should not be closed. Fiqh-ul-Qura'ān enjoys the status of an encyclopedia. It clearly speaks volume of his versatility not only in the religious teachings, but also in the use of Arabic language, grammar and Fiqh. This book is fully aligned with the contemporary issues and demands of the society.

Keywords: Maulana Umar Ahmad Usmani, Fiqh-ul-Qura'ān, Ijtihad, Universal, Style, Approach, Islam

ابتدائیہ

مولانا عمر احمد عثمانی ۱۹۱۶ء کو تھانہ بھون کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام "مرغ محمد" تجویز کیا گیا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے آپ کے والد مولانا ظفر احمد عثمانی کو بتایا کہ انہوں نے آپ کا نام "مرغوب

محمد" تجویز کیا ہے۔ لیکن جب حروف ابجدیہ کا شمار کیا گیا تو حروف مقدار میں زیادہ پائے گئے۔ لہٰذا مرغوب محمد سے تاریخی اعداد کے اعتبار سے تاریخی نام مرغ محمد طے پایا۔ جب کہ اعداد کا شمار ۱۳۳۲ھ ہوا جو کہ آپ کی ولادت کا سال ہے۔[1]

نام ونسب:

عمر احمد عثمانیؒ برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین مولانا ظفر احمد عثمانی[2] (۱۵ اکتوبر ۱۸۹۲ء- ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء) کے صاحب زادے اور علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

"مصنف کا سلسلہ نسب خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت عثمانؓ کے دو صاحبزادوں کی نسل زیادہ آباد ہے۔ ایک حضرت عبداللہ ابن رقیہؓ (نواسہ رسول ﷺ) کی، جن کا انتقال مشہور[3] مؤرخ مسعودی کی تحقیق کے مطابق چھہتر سال کی عمر میں ہوا۔"[4]

خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کے دوسرے صاحبزادے حضرت عمروؓ ہیں جن کی نسل اسی برصغیر میں موجود ہے۔ انہی حضرت عمروؓ کی نویں پشت اور ایک اور روایت کے مطابق چھٹی پشت میں عبدالرحمٰن گازرونیؒ برصغیر میں وارد ہوئے۔ مکتبہ دیوبند کے تمام عثمانی علما انہی کی نسل سے ہیں جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ[5]، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ[6]، شیخ المحدثین مولانا ظفر احمد عثمانیؒ وغیرہ شامل ہیں۔[7] مولانا عمر احمد عثمانی بھی اسی عالی

---

[1]۔ محمد وقاص، عمر احمد العثمانی ومنهجه فی کتابه فقه القرآن دراسة تقویمیة نقدیة، ایم فل تھیسز (۲۰۱۴ء)، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص ۲۸

[2]۔ ممتاز عالم دین، مصنف، عربی شاعر، تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، مشرقی پاکستان میں پاکستان کا پرچم لہرایا، شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار، مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بھانجے اور ہم زلف، درجنوں عربی کتب کے مؤلف، (خالد مصطفیٰ، وفیات پاکستانی اہل قلم علماء، اردو اصناف پبلیکیشنز اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۱۲۶)

[4]۔ مسعودی، ابی الحسن، علی بن حسین، مروج الذهب، طباعة نشر توزیع بیروت، ۱۹۹۰ء ص ۳۴۱

[5]۔ مدرس اول دارالعلوم دیوبند، سیاسی، ملی اور دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ کئی کتب کے مؤلف (۱۸۵۱ء-۱۹۲۰ء) (عبدالرشید ارشد، بیس بڑے مسلمان، مکتبہ رشیدیہ لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۳۰)

[6]۔ شیخ الاسلام، صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند، صدر جمعیۃ علمائے اسلام ہند، سیاسی وملی خدمات، رکن دستور ساز اسمبلی پاکستان، (۱۸۸۵ء- ۱۹۴۹ء)

خاندان کے ایک فرد ہیں۔

مولانا عمر احمد عثمانی کے آباؤاجداد میں شیخ کرامت حسین بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ[8] کے نہ صرف استاد تھے بلکہ انہی کی صاحبزادی سے مولانا نانوتوی کی شادی ہوئی تھی۔اسی تعلق کے پیش نظر مولانا اپنا آبائی وطن چھوڑ کر نانوتہ سے دیوبند میں منتقل ہوئے تھے۔شیخ کرامت حسین کے صاحبزادے شیخ نہال احمد عثمانی (عمر احمد عثمانی کے پردادا)ایک اعتبار سے دارالعلوم کے بانی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی موجودہ زمین جس پر دارالعلوم تعمیر ہے، حضرت شیخ نہال احمد عثمانی نے مدرسہ کے لیے وقف کی تھی۔[9]

مؤلف کے والد:

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مؤلف کے والد نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام کے مایہ ناز عالم تھے۔مولانا اشرف علی تھانویؒ[10] جو مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے استاد اور مرشد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے ماموں بھی تھے، ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرا بھانجا بحمداللہ تعالیٰ علوم دین کا سرچشمہ اور طالبان خیر کا پیشوا ہے اور اس دور کے امام محمدؒ ہیں۔مولانا تھانویؒ کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے ہی پڑھائی تھی۔ان کی خدمات جلیلہ کے باعث مشہور شامی اور مصری علماء علامہ زاہد الکوثری[11] اور شیخ عبدالفتاح ابو غدہ[12] نے انہیں غیر معمولی خراج تحسین پیش کیا ہے۔[13]

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب[14] (سرپرست

---

[7]۔رضوی، سید محبوب، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند یوپی ہند، طبع دوم ۱۹۹۲ء، ص ۷۱-۷۴

[8]۔بانی دارالعلوم دیوبند، سیاسی وملی خدمات انجام دیتے رہے۔(۱۸۳۱ء-۱۸۷۹ء)

[9]۔عثمانی، عمر احمد، فقہ القرآن بحوالہ سیرت عثمانی، ادارہ فکر اسلامی کراچی، ۱۹۸۰ء، ۱/۱۸

[10]۔مفسر، محدث، مؤلف کتب کثیرہ، سیاسی وملی خدمات انجام دیں۔(۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء)

[11]۔ترکی میں پیدا ہوئے۔ابتداء میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔عربی، فارسی، ترکی اور جرکسی زبانوں کے ماہر تھے۔کتب کثیرہ کے مصنف ومؤلف تھے۔(۱۸۷۸ء-۱۹۵۲ء)

[12]۔مشہور محدث، فقیہہ، مدرس، عالم دین، سابق مرشد عام اخوان المسلمون شام، تلمیذ خاص معروف محدث محمد زاہد الکوثریؒ، (۱۹۱۷ء-۱۹۹۷ء)

[13]۔فقہ القرآن ۱/۱۹

[14]۔تبلیغی جماعت کے سرپرست اعلیٰ، سابق شیخ الحدیث مدرسہ سہارنپور، عربی اور اردو کتب کے مصنف

تبلیغی جماعت و مؤلف تبلیغی نصاب) شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی[15] (جامعہ اشرفیہ لاہور) شیخ الحدیث مولانا بدر عالم میرٹھی[16] (مؤلف ترجمان السنۃ) شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمٰن کامل پوری[17] (جامعہ نیو ٹاؤن کے موجودہ مہتمم کے والد) اور مولانا اسعد اللہ صاحب (ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور) وغیرہ مشاہیر کے استاد محترم ہیں۔

آپ کی ملی خدمات میں یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کہ آپ نے ۱۹۴۵ء میں جمعیۃ علمائے اسلام کا سنگ بنیاد رکھا اور آپ کے اصرار پر ہی علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کی صدارت قبول فرمائی۔ اسی طرح آپ نے سلہٹ کے ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لیے دن رات کام کیا۔ اس خدمت کے اعتراف میں قائد اعظمؒ[18] نے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں مشرقی پاکستان میں پرچم کُشائی کروائی۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی معرکۃ الآراء کتاب اعلاء السنن جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے، کے متعلق مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بیان کیا کہ علمائے احناف پر امام ابو حنیفہؒ کا بارہ سو برس سے قرض چلا آرہا تھا۔ الحمد للہ آج وہ ادا ہو گیا۔ یہ کتاب اس پائے کی ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی کتاب 'فتح الملہم' شرح مسلم میں اس کے جابجا حوالے اور اقتباسات دیے ہیں۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ[19] نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اعلاء السنن کا مقدمہ 'انتہا السکن' ایک ایسی بے مثال کتاب ہے کہ عقل حیران ہے۔

علامہ زاہد الکوثری نے اس کتاب کے متعلق تاثرات مقالات کوثری میں یوں بیان کیے ہیں کہ احکامی احادیث کی تمام کتب میں جو چودہ سو سال میں لکھی گئی ہیں، اس کتاب کا پایہ سب سے بلند ہے۔ مجھے اس کتاب کے

---

[15] ۔ سابق مدرس مدرسہ دار العلوم دیوبند، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مفسر، محدث، مؤلف کتب کثیرہ (متوفی: ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء)

[16] ۔ دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند، شیخ طریقت، مصنف ترجمان السنہ، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (۱۸۹۸ء-۱۹۶۵ء)

[17] ۔ مدرس، محدث، (۱۹۱۲ء-۲۰۱۸ء)

[18] ۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کراچی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم انگلستان سے حاصل کی۔ بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے ممبئی میں وکالت شروع کی۔ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی قیادت کی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کے بعد اس کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کراچی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

[19] ۔ بانی و شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، کئی عالمی اسلامی تنظیموں کے رکن رہے، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے رکن، کئی کتب کے مصنف تھے۔ تحریک ختم نبوت میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ (۱۹۰۶ء-۱۹۷۷ء)

مصنف پر انتہائی درجہ کا رشک ہے، مردوں کی ہمت اور بہادروں کی ثابت قدمی اس قسم کے عظیم فکری نتائج پیدا کیا کرتی ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی وفات پر مفتی محمد شفیعؒ[20] نے بیان دیا کہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامع علم و عمل ہستیاں کہیں قرنوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ[21] نے ان کی وفات پر فرمایا کہ وہ ایک عظیم محدث، مفسر اور فقیہہ تھے۔ ان کی وفات سے تمام عالم اسلام کے اہل علم کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔[22]

تعلیم اور اساتذہ کرام:

مولانا عمر احمد عثمانیؒ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں ہوئی۔ اسی مدرسہ سے شعبان ۱۳۵۸ھ میں سندِ تعلیم و تدریس حاصل کی۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ میں انہیں سندِ فضیلت عطا فرمائی۔ ان کے اساتذہ کرام میں مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری، مولانا منظور احمد[23]، مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے علمائے کرام شامل ہیں۔ مولانا عمر احمد عثمانی کے ساتھ مولانا اشرف علی تھانویؒ ان کی ذہانت اور سلامتی طبع کی بنا پر بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے بعد میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاتھوں پر بیعت کی جس کا واقعہ وہ خود یوں بیان کرتے ہیں:

"ایک دن کا واقعہ ہے کہ شام کو حضرت تھانویؒ کے خادم خاص عبدالستار نے مجھے اطلاع دی کہ حضرت کا ارشاد ہے کہ آج بعد مغرب تم حضرت سے ملو۔ ساتھ ہی اس نے والدہ سے کہا کہ ایک بڑا خوان لے دیجیے۔ مٹھائی

---

[20]۔ بانی دارالعلوم کراچی، مفسر، محدث، مصنف عربی و اردو کتب، مفتی اعظم پاکستان رہے۔ تحریک پاکستان کے اہم رہنما، (۱۸۹۷ء-۱۹۷۷ء)

[21]۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء) دکن میں پیدا ہوئے۔ جمعیت علمائے ہند کے ترجمان "الجمعیہ" کے مدیر مقرر ہوئے۔ اگست ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی قائم کی اور اس کے امیر مقرر ہوئے۔ مشہور زمانہ تفسیر تفہیم القرآن چھ جلدوں میں لکھی۔ اس کے علاوہ اسلام کی تعلیمات کو سادہ اور عملی انداز میں پیش کرنے کے لیے کئی کتب بھی تالیف کیں۔

[22]۔ فقہ القرآن، ۱/۲۱-۱۹

[23]۔ بھارت کے ایک نامور عالم دین، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل، مولانا مودودیؒ اور سید ابوالحسن ندویؒ کے قریبی ساتھی، کئی کتب کے مصنف، (۱۹۰۵ء-۱۹۹۷ء)

لانی ہے جو مولوی صاحب نے منگائی ہے۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ بعد مغرب میں خانقاہ چلا گیا اور انتظار کرتا رہا کہ حضرت اپنے معمولات سے فارغ ہوں تو میں حاضری دوں۔ حضرت فارغ ہوئے تو میں حاضر ہوا۔ قبلہ والد صاحب بھی آ گئے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ ہاتھ بڑھاؤ۔ میں نے ہاتھ بڑھا دیے۔ حضرت نے میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیے اور خطبہ مسنونہ شروع فرما دیا۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت! میں بھی شامل ہو جاؤں۔ فرمایا کہ اچھا تم بھی شامل ہو جاؤ۔ والد صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ میرے ہاتھوں کے اوپر اور نیچے رکھ دیے اور حضرت تھانویؒ نے ہمارے چاروں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے ہم دونوں سے کچھ عہد لیے اور اس طرح سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ میں ہم دونوں کو بیعت فرما لیا۔ اس کے بعد عبد الستار مٹھائی کا خوان لے آیا اور تمام خانقاہ میں شیرینی تقسیم کر دی گئی۔"[24]

مدرسہ کی دینی تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا عمر احمد عثمانی نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۳۷ء میں آنرز ان عربک کی ڈگری اول پوزیشن سے حاصل کی اور میڈل حاصل کیا۔ بعد میں پنجاب یونیورسٹی سے ہی بالترتیب ۱۹۴۰ء میں آنرز ان پرشین اور آنرز ان اُردو کی ڈگریاں حاصل کیں۔[25] مدرسہ سے جو سند آپ نے حاصل کی، اس پر تحریر تھا:

"ہم نہایت مسرت سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ فاضل وکامل مولوی عمر احمد عثمانی نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسی مدرسہ عالیہ میں تقریباً دو سال علوم کا درس دیا جس کے دوران طلبہ ان کے طرز تعلیم اور قوت تفہیم سے بہت خوش رہے۔ انہیں تصنیف و تالیف کا بھی بہت اچھا ذوق ہے۔ ان کی استعدادیوں تو تمام علوم میں بہتر ہے مگر فنونِ حدیث میں انہیں تخصص حاصل ہے۔ ان کی ذہنی صلاحیتیں نہایت بلند اور مسلمہ ہیں۔ ان کا وسعتِ مطالعہ متفق علیہ ہے۔ اردو اور عربی تحریر پر انہیں پوری قدرت حاصل ہے۔ ہمیں ان کے اخلاق اور ان کی شرافت پر مکمل اعتماد ہے اور ان سے ہماری بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں آفات سے محفوظ رکھے اور زیادہ سے زیادہ بلندیوں سے سرفراز فرمائے۔"[26]

مولانا اشرف علی تھانوی کی سند:

---

[24]۔ فقہ القرآن، ۱/۳۸-۳۹

[25]۔ ایضاً، ۱/۱۲

[26]۔ ایضاً، ۱/۲۲

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عمر احمد عثمانی سے خصوصی شفقت اور محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ یونیورسٹی کی تعلیم کا معاملہ ہو یا سرکاری نوکری کا، انہوں نے عمر احمد عثمانی کی خواہش کو ہمیشہ پیار کے ساتھ تسلیم کیا اور خصوصی طور پر اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا عمر احمد عثمانی بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ظفر احمد عثمانی بعض اوقات ان کی کسی بات پر اس لیے خفا ہو جاتے کہ میں نے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو تکلیف پہنچائی اور میری والدہ مشتری سے شکایت کرتے۔ لیکن مولانا اشرف علی تھانوی کبھی بھی ناراض نہ ہوئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا عمر احمد عثمانی کو خصوصی سند سے نوازا۔ آپ رقم طراز ہیں:

"بعد الحمد والصلوٰۃ گزارش ہے کہ حامل قرطاس ہذا مولوی عمر احمد سلمہ کے علم و عمل کی حالت کے مفصل امتحان کا گو مجھ کو موقع نہیں ملا لیکن اسانید متعددہ مختلفہ کے معانی کے ساتھ ان کے مختصر علمی کارنامے مع انضمام مشاہدہ ذہانت وفطانت خداداد کی بنا پر بشہادت قلب مجھ کو یقین ہے کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر علمی خدمت مثل درس وتدریس وتصنیف وتالیف وترجمہ وشرح اعلیٰ پیمانہ پر کرسکتے ہیں اور اس پر اول درجہ کا یقین حاصل ہے۔ اور بزرگوں کی صحبت وتربیت اور ان کی انقیاد واطاعت اور کسی معارض روایت کا انتفاً اس سے ان کے حسن عمل کے متعلق دوسرے درجہ کا یقین حاصل ہے۔ بہر حال اس پر بلا کسی تردد کے اطمینان ہے کہ یہ میرے نزدیک اپنے معاصرین میں بے نظیر ہیں اور امید ہے کہ مفصل مشاہدہ کرنے والوں کو اس سے زیادہ درجہ عین الیقین کا حاصل ہو گا۔ اب اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس گمان سے زیادہ علماً وعملاًوخدمةً للدین ونفعاً للمسلمین ثابت کرے۔ وذلک علی اللہ یسیر"[27]

عملی زندگی:

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے فراغت کے بعد آپ نے اسی مدرسہ میں تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ کچھ عرصہ (قریباً دو سال) بعد جب وہاں سے رخصت ہوئے تو انہیں اساتذہ اور مادر علمی کی طرف سے تمغہ تحسین کے طور پر سند دی گئی جس پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کے خصوصی دستخط ثبت تھے۔ مظاہر العلوم سہارن پور سے فارغ ہونے کے بعد دارالعلوم چندن پورہ چاٹگام مشرقی پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے۔

---

[27]۔ ایضاً، ۱/۴۰-۴۱

۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۲ء تک بیورو آف نیشنل ری کنسٹرکشن حکومت پاکستان کراچی میں ڈین آف تھیالوجی کی ذمہ داریاں انجام دیں۔ بعد میں گورنمنٹ کالج فارمین ناظم آباد کراچی میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔[28]

تالیفات:

آپ کی علمی زندگی میں جو تصنیفی و تالیفی کام سرانجام پایا، اس کی جھلک ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

۱۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے آنرز ان عربک میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو لائبریری پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ کے لیے اسکالرشپ ملا جس کے تحت پرنسپل محمد شفیع[29] کی نگرانی میں انساب عرب پر قلمی مخطوطہ "قلائد الجمان"[30] ایڈٹ کیا۔

۲۔ دور عباسیہ کے ایک شیعہ وزیر اعظم عضد الدولہ دیلمی کی بائیوگرافی مرتب کی۔

۳۔ فضائل الایام والشہور (اردو) مطبوعہ کتب خانہ امداد الغرباء سہارن پور

۴۔ شرح نحو میر (درس نظامی کی عربی قواعد پر مشہور کتاب کی اردو شرح) مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ جامع مسجد دہلی

۵۔ ترجمہ فجر الاسلام (ڈاکٹر احمد امین مصری کی اسلامی تہذیب وثقافت پر مشہور عالم کتاب کے پہلے حصہ کا ترجمہ)

۶۔ ترجمہ ضحی الاسلام (ڈاکٹر احمد امین مصری کی اسلامی تہذیب وثقافت پر مشہور عالم کتاب کے دوسرے حصہ کا ترجمہ) یہ دونوں ترجمے قیمتاً خرید کر ادارہ طلوع اسلام لاہور نے شائع کیے۔

۷۔ قرآن پڑھو۔ مطبوعہ بیورو آف نیشنل ری کنسٹرکشن حکومت پاکستان

۸۔ خاتمہ الکلام فی القرأۃ خلف الامام (مع تقریظ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ) مطبوعہ العزیز پبلیکیشن ہیر آباد حیدر آباد

۹۔ فقہ القرآن (۸ جلدیں)[31]

---

[28]۔ ایضاً، ۱/۱۲

[29]۔ سابق پرنسپل اورنٹیئل کالج لاہور، کیمبرج یونیورسٹی انگلستان سے ۱۹۱۹ء میں پی ایچ ڈی کی۔ جامعہ پنجاب میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے اولین صدر کے طور پر کام کیا۔ علمی خدمات پر حکومت پاکستان نے ستارہ امتیاز سے نوازا۔ (۱۸۸۳ء-۱۹۶۳ء)

[30]۔ انساب عرب پر ایک قلمی کتاب ہے۔ اس کے فوٹو پنجاب یونیورسٹی لائبریری نے مصر سے حاصل کیے تھے۔ پروفیسر خورشید احمد رضوی نے قلائد الجمان کی ایک جلد کو ایڈٹ کیا جسے پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا۔

[31]۔ فقہ القرآن، ۱/۱۷

ان کتب کے علاوہ ان کے کئی اہم اور طویل مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے لیکن کتابی شکل میں نہ لائے جاسکے۔

وفات:

عمر کے آخری حصہ میں عمر احمد عثمانی مختلف بیماریوں مثلاً بلڈ پریشر، ذیابیطس کا شکار ہو گئے۔ طویل علالت کے بعد ۱۹۹۱ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

شخصیت:

مولانا عمر احمد عثمانی ایک صالح، تربیت یافتہ اور مثالی انسان تھے جو دین کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ مولانا طاہر المکی[32] نے ان کی شخصیت کا دل کش خاکہ کچھ اس طرح سے کھینچا ہے:

"میں نے انہیں اسلام کے مثالی انسان (انسان مطلوب) کے بہت قریب پایا۔ ان میں صاحبزادگی اور خاندانی برتری کا ذرہ برابر اثر نہیں ہے۔ نہ مذہبی علماء و مرشدین کی طرح اپنے تقدس کا خصوصی احساس ہے۔ ان کی سادگی حد سے زیادہ ہے، کوئی شخص انہیں دیکھ کر نہیں کہہ سکتا کہ یہ برصغیر کے سب سے بڑے مذہبی خانوادے (تھانوی خاندان) کا شہزادہ اور اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کا جانشین ہے۔ ان کے کتنے متعارفین بلکہ دوست احباب ہیں جو سالہا سال سے ان سے واقف ہیں مگر ان کو یہ علم نہیں کہ یہ مولانا تھانوی کے انتہائی قریبی عزیز اور رشتے میں ان کے پوتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے مولانا عمر احمد نے کبھی اس چیز کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔ وہ آباواجداد کے نام کو استعمال کرنا، یا ان کی عظمت کی بنیاد پر خود کو آگے لانا، آباء فروشی سمجھتے ہیں اور قطعاً اس کے قائل نہیں۔"[33]

ان کی مزید خوبیوں کے بارے میں مولانا طاہر المکی رقم طراز ہیں کہ وہ پکے کردار کے مالک اور انتہائی کھرے انسان تھے۔ وعدے کے پکے تھے اور چغلی وغیبت سے بڑے متنفر رہنے والے شخص تھے۔ ان کی ایک اور خوبی ان کا صبر و عفو تھا جو وہ مخالفین کی بے پر کی اڑانے پر کیا کرتے تھے۔ وہ ان تنگ نظر لوگوں کی باتوں کا جواب تک

---

[32]۔ مولانا طاہر المکی ادارہ فکر اسلامی کراچی کے جنرل سیکرٹری رہے۔ خود بھی عالم دین ہیں اور مولانا عمر احمد عثمانی کو فقہ القرآن کی تالیف کی ترغیب دینے والے، علمی تعاون اور قیمتی مشوروں سے نوازنے والے ہیں۔ آپ آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔

mvvwa.net/ show the read php?t=vhttp://www.sa

[33]۔ فقہ القرآن، ۱/ ۴۲

دینا گوارانہ کرتے تھے۔[34]

مولانا عمر احمد عثمانی، حضرت عمر فاروقؓ کے اس ارشاد کے عملی ترجمان ہیں جسے ایک عرب شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

لیس الفتی من یقول کان ابی

ان الفتی من یقول هاانا ذا[35]

(جوانمرد وہ نہیں جو اپنے آباؤاجداد کی عظمت پر ناز کرتا پھرے اور کہے کہ میرے والدیوں اور ووں تھے۔ جوانمرد درحقیقت وہ ہے جو اپنی صلاحیتوں کی بناپر خود ابھرے اور کہہ سکے کہ میں یہ کچھ ہوں۔)

انکار حدیث کا الزام:

مولانا عمر احمد عثمانی پر مغربیت پروردی اور انکار حدیث کے الزامات لگتے رہے۔ ان کے خلاف فتوے دیے گئے۔ مولانا عمر احمد عثمانی نے فقہ القرآن میں قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث سے بھی استنباط کیا ہے۔ اپنے خلاف 'انکار حدیث' کا الزام لگانے والے 'مدیر اعتصام' سے یوں سوال کرتے ہیں: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ میں نے یا میرے بھائی نے کب اور کس کے سامنے حدیث رسولؐ کی مخالفت کی ہے؟ میرے اکثر مضامین ملک کے اخبارات ورسائل میں یا کتابی صورت میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہی حال میرے چھوٹے بھائی کا ہے۔ کیا وہ میرے کسی مضمون یا میرے چھوٹے بھائی کے کسی مضمون سے اس کا ثبوت بہم پہنچا سکتے ہیں کہ دونوں بھائی معاذاللہ حدیث کی مخالفت پر کمربستہ ہیں؟ میں پورے زور کے ساتھ اس بے بنیاد اتہام کی تردید کرتا ہوں۔ ہم ہر صحیح حدیث کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ بخاری شریف اور صحاح ستہ کی احادیث برابر پڑھتے پڑھاتے اور اس کو اپنے لیے ذخیرہ آخرت سمجھتے ہیں۔ ہم ہر فقہی مسئلہ میں سب سے پہلے قرآن کو دیکھتے ہیں۔ اگر احادیث نبوی ﷺ میں ہمیں اس مسئلہ کے متعلق قرآن کے خلاف ملتا ہے تو قرآن کریم کو اصل سرچشمہ قانون قرار دے کر حدیث میں تطبیق وتوجیہہ کے ذریعہ اس کا کوئی ایسا عمل متعین کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے متصادم نہ رہے۔ احادیث میں اگر اختلاف ہوتا ہے تو ہم اس حدیث کو ترجیح دیتے ہیں جو اوفق بالقرآن ہو اور اس ضمن میں ہم مرسل، منقطع بلکہ بعض اوقات

---

[34]۔ ایضاً

[35]۔ اس شعر کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ ایک یہ شعر حضرت علیؓ کا ہے۔ دوسرا یہ شعر حجاج کا ہے۔ تفصیل کے لیے:

mvvwa.net/show the read php?t=vhttp://www.sa

ضعیف احادیث تک کو بھی سر آنکھوں پر رکھ لیتے ہیں۔[36]

برصغیر کے حالات اور مؤلف پر اس کے اثرات:

مولانا عمر احمد عثمانی نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت برصغیر میں انگریز کی حکومت تھی۔ مسلمان ہر لحاظ سے کسمپرسی کا شکار تھے۔ مولانا عمر احمد عثمانی کی تربیت ایک علمی اور باوقار گھرانے میں مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا اشرف علی تھانوی کی زیر سرپرستی ہوئی تھی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا زکریا کاندھلوی اور مولانا عبید اللہ سندھی شامل ہیں۔ اس تربیت کا ہی اثر تھا کہ جب ہر طرف علمی پستی اور تحقیق کا بحران تھا تو مولانا عمر احمد عثمانی نے علمی رسوخ حاصل کیا۔ مولانا عمر احمد عثمانی نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تدریس کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیے۔ مولانا عمر احمد عثمانی "ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ" کے مقدمہ میں پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد درپیش مسائل کو یوں بیان کرتے ہیں:

"ملک کا آئین کس قسم کا ہو، وہ مذہبی ہو یا لادینی۔ مذہبی ہو تو کس قسم کا مذہبی ہو؟ آج ہمارے ذہین طبقہ کو اس قسم کے سوالات درپیش ہیں۔ بدقسمتی سے ملک میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو لادین آئینی مملکت ہی میں ملک و قوم کی نجات دیکھتے ہیں مگر ایسے لوگوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ وہ انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ ملک کی بڑی اکثریت دینی آئین کے حق میں ہے۔ لیکن جو لوگ مذہبی بنیادوں پر ملک کا آئین بنانا چاہتے ہیں، وہ خود بھی دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک طرف قدامت پسند علماء کا عنصر ہے اور دوسری طرف تجدد پسندوں کا عنصر ہے اور یہ دونوں عناصر پورے چودہ سو سال سے باہم دست و گریباں ہیں۔"[37]

مولانا عمر احمد عثمانی اس کتاب کے مقدمہ میں قدامت پسندوں اور متجددین دونوں کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ قدامت پسند ذرا سی تبدیلی کو بھی مغربیت اور اسلام دشمنی پر محمول کرتے ہیں جب کہ متجددین اسلام سے مایوس ہیں اور اسلام کو مغربیت کا پیتسمہ دینے اور مغربی افکار و آراء کے سانچہ میں ڈھال کر اس کی خود ساختہ تعبیر و تشریح پر زور دیتے ہیں۔ مولانا عمر احمد عثمانی ماضی اور مستقبل دونوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کوئی قوم نہ ماضی سے بے نیاز ہو سکتی ہے اور نہ مستقبل سے، اسی قوم کا حال درخشندہ ہو سکتا ہے جس کا ماضی اور مستقبل دونوں استوار ہوں۔ علماء کرام کا قدامت پرست طبقہ ماضی سے بری طرح چمٹا ہوا ہے اور مستقبل پر اس

---

[36]۔ عثمانی، عمر احمد، خاتمہ کلام فی القرآۃ خلف الامام، العزیز پبلی کیشن ہاؤس حیدر آباد، س ن، ص ۱۲-۱۳

[37]۔ عثمانی، قمر احمد، ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ، ادارہ فکر اسلامی کراچی، ۱۹۸۴ء، ص ۱۶-۱۷

کی نگاہ نہیں۔ مگر ہمارے دور کا متجددین کا طبقہ مستقبل سے اس بری طرح چمٹا ہوا ہے کہ ماضی کا رشتہ بالکل ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ دونوں افراط و تفریط میں مبتلا ہیں اور اس افراط و تفریط کا ختم کرنا انتہائی ضروری ہے۔"[38]

مولانا عمر احمد عثمانی نے "ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ" کے مقدمہ میں علامہ اقبال کے خطبہ "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" کو تفصیلی طور پر بیان کیا اور علامہ اقبال کے تصور اجتہاد سے اتفاق کرتے ہوئے اس وقت اس امر کی ضرورت پر زور دیا ہے کہ اسلام کسی خاص عہد یا خاص ماحول کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ اس نے قیامت تک کے لیے انسانی ضروریات کی کفالت کرنی ہے اور یہ کفالت اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ ہر عہد کی ضروریات کے مطابق اس کی تعبیرات بدلتی رہیں۔ مولانا عمر احمد عثمانی، علامہ اقبال کے تصور اجتہاد کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"علامہ مرحوم کا مقصد آزادی اجتہاد سے محض یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے فقہاء طے فرما گئے ہیں، تنقیدی نگاہ سے اس کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور جہاں موجودہ دور کے تقاضوں اور حالات و کوائف کے اعتبار سے جدید تعبیر و تشریح کی ضرورت ہو وہاں جدید تعبیر و تشریح کر لی جائے۔ بالکل ایسے ہی جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ کے بعد امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ اور ان کے دوسرے نامور شاگردوں نے کیا تھا۔ وہ فقہ حنفی کے علمبردار ہونے کے ساتھ ساتھ اکثر مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف بھی کرتے تھے اور جداگانہ تعبیر و تشریح سے بھی کام لیتے تھے۔ وہ جدید حالات اور جدید تقاضوں کے پیش نظر اجتہاد نو سے کام لیتے اور امام ابو حنیفہؒ کے اصول اجتہاد پر عمل کر کے بعض جزئیات میں اختلاف بھی کرتے تھے۔ لہٰذا علامہ مرحوم کا مقصد آزادی اجتہاد سے اس قسم کے اختلاف کی گنجائش نکالنا ہے نہ کہ فقہ حنفی کا انکار۔"[39]

فقہ القرآن کا انداز واسلوب

فقہ القرآن کا تعارف:

فقہ القرآن موجودہ عہد کا ایک عظیم الشان علمی کارنامہ ہے جو آٹھ جلدوں کی صورت میں ادارہ فکر

---

[38]۔ ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ، ص ۲۰

[39]۔ ایضاً، ص ۲۱

اسلامی کراچی کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ہے۔[40] فقہ القرآن کا منصوبہ ۱۹۸۰ء میں شروع ہوا۔ فقہ القرآن ایک فقہی انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل دس جلدوں میں مکمل ہونا تھی لیکن مولانا عمر احمد عثمانی صاحب کی وفات کی وجہ سے اس کی صرف آٹھ جلدیں منظر عام پر آسکیں۔ مولانا عمر احمد عثمانی کے ساتھ ساتھ فقہ القرآن کی اشاعت میں قاری طاہر مکی کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔ یہ خود بھی عالم دین ہیں۔ انہوں نے مولانا عمر احمد عثمانی کو فقہ القرآن کی اشاعت کی طرف مائل کیا اور مولانا عمر احمد عثمانی اس شرط کے ساتھ فقہ القرآن کی اشاعت پر آمادہ ہوئے کہ قاری طاہر مکی ہفتہ وار فقہ القرآن کے مواد پر مذاکرہ و تبصرہ کریں گے۔ قاری طاہر مکی صاحب اس وقت کراچی میں قیام پذیر ہیں اور علیل ہیں۔ اس کے بعد جس شخصیت نے فقہ القرآن کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈالا، وہ صدر ادارہ فکر اسلامی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن خاں ہیں۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن خاں صاحب نے تمام مالی اسباب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن خاں صاحب وفات پا چکے ہیں۔

اس کتاب کو لکھنے کا مدعا اور مقصد کیا تھا اور اس کی ضرورت کیونکر پیش آئی، اس بارے میں مولانا طاہر المکی لکھتے ہیں:

"میں نے ان سے عرض کیا کہ احکامی احادیث پر اعلاء السنن کے نام سے آپ کے والد بہترین کام کر چکے ہیں اور احکام القرآن کے نام سے فقہ حنفی کے دلائل کا قرآن کریم سے استنباط بھی کر چکے ہیں۔ اب ضرورت اس چیز کی ہے کہ ایک دوسرے انداز میں قرآن و سنت کی خدمت کی جائے۔ یعنی پہلے تو فقہ اسلامی (کسی خاص فقہ نہیں بلکہ تمام ائمہ کی فقہ) کو سامنے رکھ کر وہ حصہ یکجا مرتب کر لیا جائے جو صرف قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد فقہ کا وہ حصہ مرتب کر لیا جائے جو تعامل و اجماع (سنت جامعہ) سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ حصہ رہ جائے گا جو اخبار آحاد یا اجتہاداتِ ائمہ پر مشتمل ہے اور ان دونوں عنوانات پر بہت سی کتب تصنیف ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید اور تعامل و اجماع پر مشتمل ان دو مجموعوں کا مرتب ہو جانا نہ صرف ایک علمی کارنامہ ہو گا بلکہ اس طرح اصلی و بنیادی مسائل اور فروعی و جزئی مسائل میں فرق بہت آسان ہو جائے گا۔ مسائل میں فرقِ مراتب نہ کرنے کی وجہ سے آئے دن جو الجھنیں پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ ان شاء اللہ بہت کم ہو جائیں گی، ورنہ کم از کم اہل علم کو اس موضوع کی طرف متوجہ

---

[40]۔ "فقہ القرآن" کا منصوبہ دس جلدوں پر مشتمل تھا۔ مولانا عمر احمد عثمانی کی زندگی میں آٹھ جلدیں شائع ہوئیں۔ آپ کی وفات کے بعد ان جلدوں سے مواد لے کر جلد نہم "ازواج مطہرات قرآن کریم کی روشنی میں" مرتب کی گئی۔

ہونے کی تحریک تو بہر حال ہو گی۔"[41]

مولانا عمر احمد عثمانی فقہ القرآن میں 'مقدمۃ الکتاب' کے تحت اس کی غرض وغایت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"بعض احباب نے اصرار فرمایا کہ ایک ایسی کتاب مرتب ہونی چاہیے جس کے چار حصے ہوں۔

۱۔ وہ مسائل فقہ جو خود قرآن سے ثابت ہیں اور وہ فرائض و محرمات پر مشتمل ہو۔

۲۔ وہ مسائل جو قرآن کریم سے صراحۃً ثابت نہیں مگر اجماع امت اور تعامل سے ثابت ہیں۔

۳۔ ہمارے فقہاء نے جن مسائل کا استنباط احادیث و سنن سے کیا ہے جنہیں ہمارے فقہاء مسنون یا مستحب نیز مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں۔

۴۔ وہ مسائل فقہ جو صرف ائمہ کے اجتہاد یعنی قیاس سے ثابت ہیں۔"[42]

مؤلف کے بقول یہ کام تنہا ایک آدمی کے بس کا نہیں ہے لیکن انہوں نے وقت کا انتظار کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا گوارا نہ کیا اور کام کا آغاز کر دیا۔ اس کام کے حوالہ سے ان کے مطابق سلف میں سے کسی کا بھی کوئی نمونہ ان کے سامنے نہیں تھا۔ اس لیے اس کام میں غلطیوں اور لغزشوں کی بھی گنجائش ہے۔ ان کے مطابق وہ نیک نیتی کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے بعد اہل علم اگر اس کام کو مزید آگے بڑھانا چاہیں گے تو امید ہے کہ وہ ان اغلاط کو درست فرمالیں گے اور ان سے بہتر چیز پیش کر سکیں گے۔ اصول فقہ میں فقہاء نے جو اصول بیان کر دیے ہیں، وہ کافی اور عقل و بصیرت پر مبنی ہیں۔ اسی لیے انہی اصولوں پر ہی بنیاد رکھی ہے۔ اگرچہ ان اصولوں کے تقاضے بعض اوقات ایک دوسرے سے متناقص بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ ایک مجتہد کسی ایک اصول کے ساتھ استنباط کرتا ہے تو کسی دوسرے اصول کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس اصول سے ویسا استنباط نہ کیا جائے۔ اگر کوئی مسئلہ انہیں قرآن کے قریب تر نظر نہیں آیا، اس کے بارے میں کوشش کی ہے کہ کسی قابل اعتماد فقیہہ کا اجتہاد اس بارے میں مل جائے۔ عموماً انہیں اپنے استنباط کی تائید میں کسی نہ کسی فقیہہ کا قول مل گیا اور بہت کم مسائل ایسے ہیں جن میں کسی کی تائید نہ مل سکی لیکن ایسے مسائل میں، انہوں نے مقررہ اصولوں سے باہر نکلنے کی جسارت نہیں کی۔ مزید لکھتے ہیں:۔

"مسائل فقہ کی ترتیب میں میں نے اپنے سامنے فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ہدایہ رکھی ہے۔ اسی ترتیب سے میں نے متفرق ابواب باندھ کر مسائل کا استنباط کیا ہے اور صرف وہ مسائل بیان کیے ہیں جو قرآن کریم

---

[41]۔ فقہ القرآن، ۱/ ۴۵-۴۴

[42]۔ ایضاً، ۱/ ۵۳

سے ثابت ہیں۔"[43]

مولانا عمر احمد عثمانی سب سے پہلے کتاب کا نام بیان کرتے ہیں اور اس میں قرآن سے ثابت شدہ احکامات کو لاتے ہیں۔ پھر اس کتاب کے ضمن میں آنے والے ابواب کو زیر بحث لاتے ہیں۔ مثلاً "کتاب الطلاق" کو بیان کرنے کے بعد اس ضمن میں بارہ ابواب باب ایقاع الطلاق، باب تفویض الطلاق، باب الرجعۃ، باب الایلاء، باب الخلع، باب الظھار، باب اللعان، باب خیار الفسخ، باب العدۃ، باب ثبوۃ النسب، باب حضانۃ الولد، باب النفقہ لاتے ہیں اور ہر باب میں قرآن کی روشنی میں مسائل کو بیان کرتے ہیں۔

مؤلف موضوع سے متعلقہ بعض آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ پھر اس کی تفسیر و تشریح بیان کرنے کے بعد اس سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ احادیث اور اقوالِ فقہاء کو بیان کرتے ہیں۔ ان اقوال میں سے جو قول قرآن کے اقرب ہو، اسے ترجیح دیتے ہیں۔

مؤلف بعض اوقات قرآن کے علاوہ بھی دلائل پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ انہوں نے قرآن کے مسائل میں احادیث کو لانے اور ان پر بحث کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن قرآن کریم سے مستنبط مسائل کے ضمن میں بعض مسائل ایسے بھی آگئے ہیں جن کا تعلق خاص طور پر رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی سے ہے۔ ان مسائل میں روایات کی بنا پر جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ اس قدر گھناؤنا ہے کہ ان کی غیرت ایمانی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ ان مباحث پر کلام کیے بغیر آگے بڑھ جائیں۔ اس لیے انہوں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کہ شاید آگے انہیں اس کا وقت نہ مل سکے، ان روایات پر تنقیدی نگاہ ڈالنا ضروری تصور کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ میری حمیت اور غیرت کا اولین تقاضا ہے کہ اگر میں ذات اقدس آنحضرت ﷺ اور امہات المؤمنین جو کہ امت کے باپ اور مائیں ہیں، کے بارے میں غلط اور ہتک آمیز بات سنوں اور اس کا دفاع کیے بغیر آگے بڑھ جاؤں۔ احادیث کی عام کتب میں جو روایات اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں، ان کو چھوڑ کر صحاح ستہ خصوصاً بخاری اور مسلم کی رویات کو نظر انداز کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ان پر نقد کرنا ضروری تھا۔ بخاری اور مسلم کی روایات پر نقد کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بخاری اور مسلم میں، جو حدیثیں آگئی ہیں ان پر تنقید کی ہی نہیں جاسکتی۔ حالانکہ صحیحین میں ایسی بہت سی احادیث ہیں جن پر خود متقدمین نے تنقیدیں فرمائی ہیں اور صحیحین کی بہت سی احادیث کو غلط کہا

---

[43]۔ ایضاً، ۱/۵۵

ہے۔ اس لیے یہ جرم میں نے پہلی مرتبہ نہیں کیا ہے بلکہ ہمارے متقدمین بھی یہ جرم کرتے رہے ہیں۔"[44]

اسی بات کی وضاحت کے لیے انہوں نے 'تصحیح وتضعیف امر اجتہادی ہے' کے باب میں کافی بحث کی ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے بخاری اور مسلم کی روایات کے بارے میں مدلل اور مبسوط دلائل دیے ہیں کہ ان میں اغلاط موجود ہیں اور راویوں کے ثقہ ہونے میں تردد ہے۔ اس بحث سے انہوں نے جو نتائج اخذ کیے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:۔

ا۔ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینا یا کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف ٹھہرانا صرف ایک ظنی اور اجتہادی چیز ہے۔ یہ ممکن ہے کہ جس حدیث کو انہوں نے صحیح کہا ہو، وہ صحیح نہ ہو اور جس حدیث کو انہوں نے ضعیف ٹھہرایا ہو، وہ ضعیف نہ ہو۔

۲۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ حدیث جو بخاری اور مسلم میں آگئی ہو، صحیح ہے۔ ان میں ضعیف اور خراب حافظہ والے راویوں کی احادیث شامل ہیں۔

۳۔ محدثین نے خود ان کتب کی ضعیف احادیث کی نشان دہی فرمائی ہے مثلاً امام دار قطنیؒ، حافظ ابو مسعود دمشقی، ابو علی غسانی اور حافظ عراقی نے اس موضوع پر کتب لکھیں ہیں۔

۴۔ محدثین نے زیادہ تر زور اسناد پر دیا ہے جبکہ درایت پر عموماً توجہ نہیں دی گئی۔ اس طرح ایسی ایسی فاش لغزشیں سرزد ہو گئی ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی ہے۔[45]

اصول درایت کے ضمن میں مولانا عمر احمد عثمانی، مولانا شبلی نعمانی کے "سیرۃ النبی ﷺ" میں بیان کردہ دو اصولوں کا حوالہ دیتے ہیں کہ محدثین نے درایت کے اصول منضبط کر دیے ہیں جن کی بنا پر احادیث پر نقد کیا جاتا ہے۔ اس کے بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے مولانا شبلی نعمانی نے درج ذیل اقسام کی احادیث کو صحیح احادیث کے زمرہ میں شمار نہیں کیا:

ا۔ وہ حدیث جو نص قرآنی کے خلاف ہو۔

۲۔ وہ حدیث جو حدیث متواتر کے خلاف ہو۔

۳۔ وہ حدیث جو عقل سلیم کے خلاف ہو۔

---

[44]۔ ایضاً، ۱/۵۸-۵۶

[45]۔ ایضاً، ۱/۷۴-۷۵

۴۔وہ حدیث جو کسی مشہور تاریخی واقعہ کے خلاف ہو۔

۵۔وہ حدیث جو مشاہدات کے خلاف ہو۔

۶۔وہ حدیث جو اجماع قطعی کے خلاف ہو۔

۷۔وہ حدیث جس میں معمولی نیکی پر بہت زیادہ ثواب یا معمولی گناہ پر غیر معمولی عذاب کا بیان ہو۔

۸۔وہ حدیث جس میں ترک دنیا کی تاکید کی گئی ہو کہ انسان فطرۃً اس پر عمل نہ کر سکے۔

۹۔وہ حدیث جس میں راوی ایسا مضمون بیان کرے جو اس کے عقیدہ کی تائید کرتا ہو۔

۱۰۔وہ حدیث جس کا راوی خود اس بات کا اقرار کرے کہ یہ حدیث اس نے گھڑی ہے۔

۱۱۔وہ حدیث جو حسیات کے خلاف ہو۔

۱۲۔وہ حدیث جس کے الفاظ میں رکاکت پائی جائے جو عربی قواعد سے گری ہوئی ہو۔

۱۳۔وہ حدیث جس میں معنوی رکاکت پائی جائے جو وقارِ نبوت کے خلاف ہو۔

۱۴۔وہ حدیث جس میں کوئی ایسا واقعہ بیان کیا گیا ہو جو اگر وقوع پذیر ہوتا تو اس کے راوی بہت سے لوگ ہوتے۔

۱۵۔وہ حدیث جو کئی طریقوں سے روایت ہو مگر نفس مضمون میں یکسانیت نہ ہو اور اس کے معنوں میں مغائرت پائی جائے۔[46]

ان کے مطابق علماء کے دو گروہ ہیں۔ایک محدثین اور دوسرا فقہاء۔ محدثین طرق روایت سے چھان پھٹک کرتے ہوئے اس کی اسناد کو جانچتے ہیں جب کہ فقہاء کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ درایت کے اصولوں کے مطابق احادیث کو پرکھیں اور ان دونوں طبقوں نے یہ کام بحسن وخوبی سرانجام دیا ہے۔اسناد کے لحاظ سے بہت سی احادیث ہیں جو کہ صحیح گردانی جاتی ہیں لیکن اکثر فقہاء نے انہیں درایت کے اعتبار سے قبول نہیں کیا ہے۔احادیث کی قبولیت کا معیار بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقہائے حنفیہ کے نزدیک احادیث وہی قابل قبول ہوتی ہیں جو اقرب الی القرآن ہوں اور مشہور کے درجہ میں ہوں یعنی ان کے راوی ہر طبقہ میں کم از کم تین ہوں اور عام فقہاء نے ان کو قبول کر لیا ہو۔"[47]

فقہی احادیث میں تو روایت ودرایت کے اصولوں کو پرکھا گیا ہے لیکن غیر فقہی احادیث پر نقد نہیں کیا

---

[46]۔شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، مکتبہ اسلامیات، ص۲۰۰۸ء، ۱/۵۷-۵۸

[47]۔فقہ القرآن، ۱/۹۴

جاسکا۔ سیر، مغازی، رسول اکرم ﷺ کے حالات زندگی، صحابہ کرامؓ کے باہمی تنازعات ومشاجرات، ازواج مطہراتؓ کے حالات وغیرہ جو کہ بنیادی طور پر سیرت اور تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں، پر آج تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہو سکا ہے۔ ہمارے ہاں جو کتب سیرت اور تاریخ پر مستند تسلیم کی جاتی ہیں، وہ اکثر اہل سنت کے علاوہ دوسرے فرقوں کی ہیں مثلاً ابن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک اور ابن اسحٰق کی کتاب المغازی جو کہ سیرت ابن ہشام کا ماخذ ہے۔ یہ دونوں روایت کے لحاظ سے ثقہ اور حجت نہیں ہیں جیسا کہ ابن جریر طبری کے بارے میں واضح ہو چکا ہے کہ وہ عقیدہ کے لحاظ سے شیعہ تھے۔ بعد کے ادوار میں لکھی جانے والی تمام تواریخ انہی کا چربہ ہیں۔ صحاح میں بھی جو روایات ان موضوعات کے ضمن میں وارد ہوئی ہیں، ان کی کوئی چھان پھٹک آج تک نہیں ہو سکی ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی فقہاء نے ان کی طرف اس لیے توجہ نہیں دی کہ ان کا تعلق بالواسطہ فقہی مسائل سے نہیں تھا۔ دوسرا سیرت وتاریخ کا کوئی ایسا فرد پیدا نہ ہو سکا جس کا درجہ ائمہ جیسا ہوتا اور وہ درایت کے نقطہ نظر سے ان روایات کا جائزہ لیتا۔ اسے ہماری تاریخ کا ایک المیہ کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ فقہی مسائل سے ہٹ کر صحاح ستہ میں بیان کی گئی دیگر روایات کا درایت کے لحاظ سے بھرپور جائزہ لیا جائے۔ مصنف نے فقہ القرآن میں آنحضرت ﷺ کی ازدواجی زندگی کے متعلقہ سات مسائل کے بارے میں احادیث کو پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خیال میں ان واقعات پر روشنی ڈالنا ازحد ضروری ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی ازدواجی زندگی مسلمانوں کے لیے ایک اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔[48]

فقہ القرآن کا اسلوب اور انداز بیاں:

فقہ القرآن مختلف موضوعات کا ایک قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس میں قریباً ان اہم موضوعات کو سمو دیا گیا ہے جو قرآن کریم میں اجمالی انداز میں بیان کیے گئے۔ اس لحاظ سے یہ ایک جامع اور فقہ اسلام کی تشکیل جدید کے تقاضوں سے متصف تصنیف بن گئی ہے۔ ذیل میں اس کے نمایاں پہلوؤں اور اسلوب کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ا۔ کتب سنن کا انداز:

اس میں کتب سنن کے اسلوب کے مطابق عنوانات دیے گئے ہیں۔ خود مصنف کے بقول میں نے اس کا انداز "ہدایہ" کے مطابق رکھا ہے جو کہ فقہ کی ایک معروف کتاب ہے۔ مصنف اس بارے میں لکھتے ہیں:۔

---

[48]۔ ایضاً، ۱/۹۷-۹۸

"مسائل فقہ کی ترتیب میں میں نے اپنے سامنے فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ہدایہ رکھی ہے۔اسی ترتیب سے میں نے متفرق ابواب باندھ کر مسائل کا استنباط کیا ہے اور صرف وہ مسائل بیان کیے ہیں جو قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ہدایہ میں بے شمار مسائل آگئے ہیں جو احادیث وسنن سے یا فقہاء و مجتہدین کے قیاس سے یا اجماع سے ثابت ہیں۔میں نے ان تمام مسائل کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ میرے موضوع سے خارج ہیں۔"[49]

فقہ القرآن کی ہر جلد میں یہ ابواب بندی پیش نظر رکھی گئی ہے۔تاکہ قاری کو فقہ کی ترتیب کے مطابق اس کتاب کے مسائل کو سمجھنے میں کسی مشکل کا سامنانہ کرنا پڑے۔اس کی واضح مثال ہمارے سامنے جلد اول ہے جس میں کتاب الطہارۃ سے کتاب کا آغاز کیا گیا ہے۔اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ،کتاب الزکوٰۃ کتاب الصوم،کتاب الحج،کتاب النکاح اور کتاب الرضاعۃ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔فقہ اسلامی کی تشکیل جدید:

مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبال نے اس بات پر زور دیا تھا کہ گذشتہ پانچ سو سال سے اسلام کے اندر مذہبی فکری جمود طاری رہا ہے۔ہمارے جمود کے دور میں یورپ میں بڑے بڑے مسائل پر سوچا جاتا رہا ہے۔علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں:

"Early Muslims emerging out the spiritual slavery of pre-Islamic Asia were not in a position to realize the true significance of this basic idea. Let the Muslim of today appreciate his position, reconstruct his social life in the light of ultimate principles, and evolve, out of the hitherto partially revealed purpose of Islam, that spiritual democracy which is the ultimate aim of Islam."[50]

اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا عمر احمد عثمانی نے فقہ القرآن کی تالیف کا بیڑا اٹھایا۔مولانا طاہر المکی اس ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"ملت اسلامیہ کی اس شدید ضرورت کو پورا کرنے کی ایک کوشش ناتمام فقہ القرآن ہے جس میں مذکورہ اصولوں کی

---

[49]۔ایضاً،۱/۵۵

[50].Muhammad Iqbal, Dr., Reconstruction of Religious Thought in Islam, Ashraf Sons Lahore, 1990, p.87

روشنی میں فقہ اسلامی کی تشکیل جدید کی گئی ہے۔"[51]

۳۔ قرآن وسنت سے استدلال:

فقہ القرآن کی ایک نمایاں خصوصیت مختلف فیہ مسائل میں قرآن وسنت سے استدلال کرنا ہے۔ چونکہ اس میں قرآن کے فقہی مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ ان مسائل کے تحت احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے کیونکہ قرآن کے بعد دین اسلام کا مدار انہی پر استوار ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں:۔

"فقہ القرآن اسی مقصد کی جانب ایک قدم ہے جس میں قرآن مجید کو مدار ومحور بنا کر تمام فقہی ذخیرہ کا جائزہ لیا گیا ہے اور علمی انداز سے اپنے نقطہ نظر کو پیش کیا گیا ہے۔"[52]

۴۔ احادیث کی روایت ودرایت میں چھان پھٹک:

فقہ القرآن کی ایک اہم خاصیت احادیث کی بے لاگ اور تحقیقی چھان پھٹک ہے۔ مصنف کے مطابق تصحیح وتضعیف امر اجتہادی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"کسی محدث کا کسی حدیث کو صحیح کہہ دینا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حدیث فی الواقع بھی صحیح ہے۔ اسی طرح کسی حدیث کو ان کا ضعیف قرار دینا اس کے واقعی ضعف کی بھی دلیل نہیں۔ تصحیح وتضعیف ایک امر اجتہادی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم کا کسی حدیث کو صحیح قرار دے کر اپنی جامع صحیح میں درج کر دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان دونوں اماموں کے خیال میں صحیح ہیں۔ ان کا اجتہاد ان کو صحیح قرار دے رہا ہے۔"[53]

اس ضمن میں انہوں نے سلف میں سے کئی محدثین کی مثالیں درج کی ہیں جنہوں نے اسی سے ملتے جلتے موقف کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ، علامہ سیوطیؒ، ابن الہمام، حافظ عراقی وغیرہ۔ مزید لکھتے ہیں کہ صحیحین کی احادیث تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔ اسی لیے آپ نے صحیحین کی کئی روایتوں پر نقد کیا ہے۔ ان کے مطابق صحیحین میں خراب حافظہ والوں اور ضعیف راویوں سے روایت بھی کی گئی ہے بلکہ وہ ان میں موضوع روایات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی مثالیں بھی دیتے ہیں۔ علمائے محدثین نے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ضعیف حدیثوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔ مولانا عمر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

---

[51]۔ فقہ القرآن، ۱/۱۴

[52]۔ ایضاً، ۱/۱۵

[53]۔ ایضاً، ۱/۵۸

"ہمارے محدثین نے زیادہ تر اسناد پر زور دیا ہے اور سند دیکھ کر حکم لگا دیا ہے کہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے۔ انہوں نے درایت سے عموماً کام نہیں لیا۔ چنانچہ ایسی ایسی فاش غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں جن کی کوئی تاویل ممکن نہیں ہے۔"[54]

مصنف کے بقول احادیث کی درایت کا کام محدثین کا نہیں تھا بلکہ یہ کام فقہائے امت کا تھا۔ فقہی مسائل سے متعلقہ احادیث کی چھان پھٹک بڑی حد تک فقہاء نے کر دی ہے۔ اسی لیے فقہی مسائل میں فقہاء کے اختلافات اسی درایت کی بنا پر ہیں۔[55]

ڈاکٹر حبیب الرحمان خاں عرض ناشر میں لکھتے ہیں کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات پیش نہیں کی بلکہ ان کی ساری تحقیق قرآن وسنت کو مد نظر رکھتے ہوئے درست اور صحیح استدلال پر مبنی ہے۔ انہوں نے اپنے اخذ کردہ نتائج ہمارے سامنے پیش کر دیے ہیں اور اس کوشش میں انہوں نے اپنی تائید میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی آراء بھی بیان کر دی ہیں تاکہ کوئی فرد یہ بات نہ کہہ سکے کہ مصنف کتاب نے کسی قسم کی تجدد پسندی کا سہارا لیا ہے۔[56]

۵۔ رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی پر تحقیقی بحث:

فقہ القرآن کا ایک کارنامہ آنحضرت ﷺ کی ازدواجی زندگی سے منسلک اور جڑی ہوئی روایات پر نقد وجرح کرنا ہے جن کی وجہ سے مخالفین خصوصاً مستشرقین کو نبی اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی پر تنقید اور الزام تراشی کرنے کا موقع ملا ہے۔ مصنف نے ایسی تمام روایات کو قابل جرح تسلیم کرتے ہوئے ان پر اپنی تحقیق واضح کی ہے اور ان تمام سوالات کے شافی جوابات دیے جو مستشرقین اور اہل مغرب نے رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر اٹھائے ہیں۔ مولانا طاہر مکی اس کتاب کے تعارف میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"اس کتاب کی ایک اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسلامی قانون کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ اس قانون سے متعلق آنحضرت ﷺ، آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ یا آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو بعض غلط واقعات مشہور ہو گئے ہیں ان پر بھی محققانہ بحث کی گئی ہے۔ مثلاً نکاح کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر

---

[54]۔ ایضاً، ۱/۷۵

[55]۔ ایضاً، ۱/۹۳

[56]۔ ایضاً، ۱/۱۱

بوقت نکاح کے متعلق عام طور پر جو غلط فہمی پائی جاتی ہے اسے مستند حقائق کی روشنی میں دور کیا گیا ہے اور اس طرح حضرت عائشہؓ کے کم عمری میں نکاح کو بلوغت سے قبل شادی کے جواز میں پیش کیے جانے کی بنیاد منہدم کر دی گئی ہے۔"[57]

۶۔ غیر فقہی روایات کا محاکمہ:

مولانا عمر احمد عثمانی کے مطابق غیر فقہی احادیث پر نقد نہیں ہو سکی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"سیر، مغازی، آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی، ازواج مطہرات کے حالات، صحابہ کرامؓ کے باہمی تنازعات ومشاجرات، آنحضرت ﷺ کی ازدواجی زندگی کے حالات وغیرہ ایسے مسائل ہیں کہ ان کا تعلق سیرت وتاریخ سے ہے اور سیرت وتاریخ کے موضوع پر آج
تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔ ہمارے ہاں جو تاریخ اور سیر کی کتابیں مستند مانی جاتی ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے ان میں سے اکثر اہل سنت کے علاوہ دوسرے فرقہ کے لوگوں کی تصنیفات سے ہیں۔"[58]

اس کی مثالیں دیتے ہوئے وہ ابن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک اور ابن اسحاق کی کتاب المغازی جس کا خلاصہ ابن ہشام کی سیرت کی صورت میں موجود ہے، کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان دونوں مؤلفین میں سے کوئی بھی روایت کے لحاظ سے حجت اور ثقہ نہیں ہے۔ بلکہ ابن جریر طبری کے متعلق تو واضح ہو چکا ہے کہ وہ شیعہ مسلک کے تھے۔ بعد میں لکھی گئی کتب تواریخ کا لوازمہ انہی کتب سے لیا گیا ہے اور وہ انہی کا چربہ ہیں۔ صحاح کی کتب میں ان سے جو روایات آگئی ہیں، ان پر جرح و نقد نہیں کی جا سکی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کا موضوع فقہی مسائل نہ تھے۔ دوسری طرف تاریخ اور سیرت کا کوئی امام دوسرے ائمہ کی طرح ہمارے ہاں پیدا نہ ہو سکا کہ وہ درایت کے نقطہ نگاہ سے ان احادیث کا جائزہ لیتا اور ان کا سقم بتا سکتا۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک المیہ ہی ہے۔

۷۔ حقوق نسواں پر علمی کام:

مولانا عمر احمد عثمانی نے حقوق نسواں کے حوالہ سے فقہ القرآن کی ایک الگ جلد مرتب کی ہے۔ اس جلد میں عورتوں کے حقوق و فرائض کو مکمل طور پر بیان کیا گیا ہے اور ان کی ذمہ داریوں کو قرآن وحدیث کی رہنمائی میں

---

[57]۔ ایضاً، ۱/ ۱۴

[58]۔ ایضاً، ۱/ ۹۷

احسن طریق سے بیان کیا گیا ہے۔اس کے آغاز میں حقوق و فرائض کی بحث ہے۔اس کے بعد عورت اور اسلام،عورت یورپ میں،عورت اسلامی معاشرہ میں،وراثت میں عورت کا حصہ،عورت کی شہادت،عورت کی تعلیم وتربیت،عورت اور ذمہ داری کے مناصب،عورت کی دیت،عورت سربراہ مملکت،حقوق الزوجین وغیرہ کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔یہ جلد عورتوں کے مسائل اور ان کے حقوق وفرائض پر ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔طاہر مکی اس جلد پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اس تیسری جلد میں قرآنی روشنی میں حقوق نسواں پر اتنی مکمل اور بھرپور بحث کی گئی ہے کہ آج تک اسلامی لٹریچر میں (دنیا کی کسی زبان میں بھی)اس کی مثال نہیں ملتی اور دشمنان اسلام ودشمنان خواتین کے اڑائے ہوئے غبار کو قرآن کریم کی برکت سے بالکل صاف کر دیا گیا ہے۔"[59]

۸۔باہمی حقوق کا بیان:

فقہ القرآن کی جلد سوم میں جہاں حقوق نسواں کی تفصیل فراہم کی گئی ہے،وہیں باہمی حقوق کے ضمن میں معاشرتی حقوق کو بھی سمو دیا گیا ہے۔ان حقوق میں والدین کے حقوق،اولاد کے حقوق،بچوں کے حقوق،قرابت داروں کے حقوق،ہمسایہ کے حقوق، یتیموں کے حقوق،حاجت مندوں کے حقوق،بیماروں اور ضعیفوں کے حقوق،مہمانوں کے حقوق،مسلمانوں کے باہمی حقوق،انسانی برادری کے حقوق اور جانوروں کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔

۹۔سادہ زبان:

فقہ القرآن میں مصنف نے جو زبان استعمال کی ہے وہ سلاست روی کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ سہل اور آسان بھی ہے۔

مصنف نے عام فہم زبان میں فقہی مسائل کو قرآن اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں بیان کر دیا ہے۔اسی لیے اس کو ایک عام پڑھا لکھا مسلمان اور غیر مسلم بھی سمجھ سکتا ہے۔مولانا عمر احمد عثمانی کو اردو،عربی اور فارسی زبانوں پر مہارت حاصل تھی۔اسی لیے اردو،عربی اور فارسی شاعری سے مثالیں بیان کر کے تحریر کو جاذب نظر بنایا ہے۔

۱۰۔مسلک اعتدال:

---

[59]۔ایضاً،۱/۱۹

مولانا عمر احمد عثمانی نے فقہ القرآن لکھتے وقت صرف اپنے حنفی مسلک کو ہی پیش نظر نہیں رکھا بلکہ انہوں نے فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی سے بھی مناسب استفادہ کیا ہے۔ مثلاً 'بیان المحرمات المصاہرہ میں ہے کہ مصاہرت زنا سے ثابت نہیں ہوتی۔ اس ضمن میں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی رائے کو اختیار کیا ہے اور اسے قرآن کے زیادہ اقرب قرار دیا ہے۔ سسرالی رشتہ داری اللہ کی نعمتوں میں سے ہے اور یہ کسی حرام کام کے نتیجے میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ لکھتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ فقہ کے چاروں اسکول حق ہیں۔ صرف اتنا ہے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے فقہ کو قابل ترجیح سمجھتے ہیں لیکن باقی فقہ کے اسکولوں کو ہم ہر گز غلط نہیں سمجھتے۔ چنانچہ ہمارے اسلاف نے اکثر دوسری فقہوں پر فتوے دیے ہیں۔ مثلاً 'مفقود کی بیوی کے متعلق ہمارے علماء امام مالکؒ کے مذہب پر فتوے دیتے رہے ہیں۔"[60]

اگرچہ انہوں نے حنفی مسلک کو راجح سمجھا ہے لیکن وہ دیگر مسالک کو بھی غلط نہیں گردانتے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارا ظن غالب یہ ہے کہ یہ مسلک صحیح ہے لیکن دوسرے ائمہ کے مسالک کو بھی غلط نہیں کہا جاسکتا۔ یہ امکان بھی ہو سکتا ہے کہ حنفی مسلک غلط ہو اور دیگر ائمہ کا مسلک صحیح ہو۔[61]

۱۱۔ فہم قرآن میں آسانی:

اس کتاب کی ایک اہم خاصیت قرآن فہمی میں آسانی ہے۔ آپ یہ خیال کرتے تھے کہ فقہ کے حوالے سے اس طرح کا مرتب کام نہیں کیا گیا جس سے ایک عام آدمی قرآن کریم سے مسائل اخذ کر کے اس کو اپنی عملی زندگی پر نافذ کر سکے۔ اسی لیے آپ نے فقہ القرآن کی تالیف کا بیڑا اٹھایا۔ آپ لکھتے ہیں:

"وہ جان سکیں کہ اصل بنیادی مسائل جو قرآن کریم سے ثابت ہیں وہ کیا ہیں۔ اور اس کے بعد سنتیں یا مکروہ تحریمی کون کون سی چیزیں ہیں، مستحبات یا مکروہ تنزیہی کون سی چیزیں ہیں اور جن امور پر ہم ایک دوسرے کا سر پھوڑ رہے ہیں وہ اتنی اہم ہیں بھی کہ ان پر سر پھٹول کی جائے یا نہیں۔"[62]

۱۲۔ مولانا عمر احمد عثمانی کے تفردات:

مولانا عمر احمد عثمانی نے فقہ القرآن کی تالیف میں کئی تفردات بھی بیان کیے ہیں جو کہ جمہور کی آراء سے

---

[60]۔ ایضاً، ۱/ ۵۱-۵۲

[61]۔ خاتمہ الکلام فی الفاتحہ خلف الامام، ص ۷

[62]۔ فقہ القرآن، ۱/ ۴۹

بالکل بھی میل نہیں کھاتے۔ تفردات میں تعدد ازدواج، صغر سنی کی شادی، عورت کا حق حکمرانی، عورت کی امامت، عورت کی گواہی اور عورت کی دیت شامل ہیں۔

۱۳۔ خبر احاد:

مولانا عمر احمد عثمانی خبر احاد کو قبول کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اس اصول کے قائل ہیں کہ خبر احاد قرآن کے خلاف نہ ہو۔ خبر احاد کے ذریعے عام کو خاص اور مطلق کو مقید کرنے کو تسلیم نہیں کرتے۔

۱۴۔ اختلاف امت اور مولانا عمر احمد عثمانی:

مولانا عمر احمد عثمانی امت کے تفرق کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے نزدیک باہمی رواداری اور برداشت کے فقدان کے باعث امت فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ اب فرقوں کے ناموں پر مساجد کے نام رکھے جا رہے ہیں۔ مساجد تقسیم ہو گئی ہیں اور ایک مسلک کا آدمی دوسری مسلک کی مسجد میں جا کر نماز ادا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ اس بارے میں رقم طراز ہیں:

"ہمارے ہاں امت میں جن مسائل پر سر پھٹول ہوتی ہے ان میں بیشتر مسائل وہی ہیں جن کا تعلق قرآن کریم سے نہیں ہے۔ لیکن ہمارے عوام کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اصل دین کیا ہے۔ وہ ان فروعی مسائل و مباحث ہی کو اصل دین سمجھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آج ہمارے ہاں جھگڑے ان باتوں پر ہوتے ہیں کہ آمین زور سے کہی جائے یا آہستہ، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جائیں یا نہیں، ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں یا سینہ کے اوپر۔ اور اب تو اس سے بھی بڑھ کر اس پر جھگڑے شروع ہو گئے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد بلند آواز سے سلام پڑھا جائے یا نہیں، میلاد شریف میں جب سلام پڑھا جائے تو سب آدمی کھڑے ہو جائیں یا بیٹھے رہیں وغیرہ"[63]

۱۵۔ تاریخی مباحث کا بیان:

مؤلف بعض اوقات کسی بات کے اثبات کے لیے تاریخی مباحث کو بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حدود میں عورت کی شہادت کے اثبات کے لیے شہادت حضرت عثمانؓ اور حضرت نائلہؓ کی گواہی بیان کرتے ہیں اور پھر اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت معاویہؓ کا اسی شہادت کی بنا پر قاتلان حضرت عثمانؓ کو سزا دینا، بیان کرتے

---

[63]۔ ایضاً، ۱/۴۹-۵۰

ہیں۔ ان تاریخی مباحث کو پڑھتے ہوئے یوں گمان ہونے لگتا ہے جیسے تاریخ کی کتاب پڑھی جارہی ہے۔

۱۶۔ اصول فقہ اور علوم القرآن کے مباحث:

مولانا عمر احمد عثمانی اپنی بات کے اثبات کے لیے اصول فقہ اور علوم القرآن کے مباحث کو بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ خصوصی طور پر جلد ہشتم میں "اجماع" پر بحث کی گئی ہے۔ مولانا عمر احمد عثمانی نے اجماع سے ثابت شدہ مسائل میں جمہور سے اختلاف کیا ہے۔ علماء پر نقد کرتے ہوئے اپنی رائے کا دفاع کیا ہے اور ان اصولی مباحث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ فقہی مسائل کی تقسیم کرتے ہوئے آپ درج ذیل چار اقسام بیان کرتے ہیں:

۱۔ ایسے مسائل فقہ جو قرآن کریم سے ثابت ہیں اور فرائض و محرمات پر مشتمل ہیں۔

۲۔ ایسے مسائل جو قرآن کریم سے صراحتاً ثابت تو نہیں ہیں لیکن اجماع امت اور تعامل سے ثابت ہیں۔

۳۔ ایسے مسائل جن کا فقہاء نے احادیث و سنن سے استنباط کیا ہے اور جنہیں مسنون، مستحب یا مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ایسے مسائل فقہ جو ائمہ کرام کے اجتہاد یعنی قیاس سے ثابت ہیں۔[64]

۱۷۔ ادب الاختلاف کا خصوصی خیال:

مولانا عمر احمد عثمانی نے ہمیشہ علمی اسلوب اختیار کیا۔ "ادب الاختلاف" کا خیال کرتے ہوئے مخالفین اور معترضین کا جواب اچھے انداز، محققانہ اسلوب، علمی متانت اور وقار سے دیا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ ہمیں مولانا تقی عثمانی کی کتاب "ہمارے عائلی مسائل اور ان کا حل" اور مولانا عمر احمد عثمانی کا اس پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے دوران نظر آتا ہے۔ اپنا مؤقف پیش کرتے ہوئے نقد و طعن سے اجتناب اور علمی انداز اختیار کیا ہے۔

مولانا عمر احمد عثمانی نے ہمیشہ مخالفین اور معترضین کے لگائے گئے الزامات کے جواب دینے کی بجائے خاموشی کو اختیار کرنا مناسب سمجھا ہے۔ اگر کہیں ضرورت پیش بھی آئی تو اس کے لیے صرف وضاحت کی ہے۔ جوابی حملوں سے اجتناب کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد دین قاسمی کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا یوں جواب دیتے ہیں: "انہوں نے اپنے مضمون میں حنفی فقہاء و علماء کے خلاف خوب دل کھول کر بھڑاس نکالی ہے۔ تو ایسے دو آتشہ مجتہد حضرات سے کیا بات کی جائے جو کسی اصول کے پابند ہی نہ ہوں اور شرافت و دیانت سے عاری ہوں کہ مخاطب مجھے

---

[64] ۔ ایضاً، ۱/ ۵۳-۵۲

فرمائیں۔"انکار حدیث"کا لیبل مجھ پر لگائیں اور ثبوت میں جناب پرویز کے اقتباسات پیش کریں۔"[65]

۱۸۔مناظرانہ اسلوب:

مولانا عمر احمد عثمانی نے فقہ القرآن میں انتہائی جاذب نظر اسلوب اختیار کیا ہے۔خاص طور پر اس کی ابتدائی جلدوں میں ہمیں علمی اسلوب دکھائی دیتا ہے۔چونکہ فقہ القرآن کی اشاعت کے ساتھ ہی علمی حلقوں میں علمی مباحث کا آغاز ہو گیا۔مولانا عمر احمد عثمانی نے اپنے مؤقف کے دفاع کے لیے مختلف مجلات اوراخبارات میں مضامین لکھنے شروع کیے۔ازاں بعد انہی مضامین کو انہوں نے اپنی کتاب میں شامل کیا۔یہاں ان کا اسلوب خالص مناظرانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔

۱۹۔مقاصد شریعہ کا بیان:

مؤلف فقہ القرآن میں موضوع کے تحت اس کے مقاصد شریعہ کی اہمیت کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔جیسا کہ باب الزکوۃ اور کتاب الحدود وغیرہ ہیں۔

۲۰۔کتب مقدس اورانسائیکلوپیڈیا سے حوالہ جات:

مؤلف کتاب، تاریخی مباحث کتب مقدسہ اور انسائیکلوپیڈیاز سے بھی نقل کرتے ہیں اوراس کا موازنہ قرآن کے مباحث سے کرتے ہیں جیسا کہ عورت کے حق کے ضمن میں آپ نے متخصصین کی آراء کو بیان کیاہے۔یہ حوالہ جات اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ وسیع المطالعہ اور قدیم وجدید مصادر پر گہری نظر رکھتے تھے۔[66]

فقہ القرآن۔۔۔معاصر اہل علم کی نظر میں:

فقہ القرآن کی اشاعت کے ساتھ ہی جہاں فقہ القرآن پر نقد ہونا شروع ہوئی، وہیں معاصر اہل علم کے ہاں اس کی خوب پذیرائی بھی ہوئی۔اسلامی علوم کے اساتذہ، وکلاء، قانون دان طبقے نے اس علمی کاوش کو خوب سراہا۔چند ایک آراء درج ذیل ہیں:

مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی(سابق شیخ الحدیث مفتی و مہتمم ندوۃ العلماء لکھنو):

"یوں تو فقہ القرآن کے تمام مباحث علمی اور اعلیٰ پیمانے کے ہیں لیکن آنحضرت ﷺ و علی ازواجہ

---

[65]۔ایضاً،۴/۲۸۲

[66]۔عمر احمدالعثمانی ومنهجه فی کتابه فقه القرآن دراسة تقویمیة نقدیة،ص۴۰

واصحابہ وسلم کی ازدواجی زندگی کے متعلق افسانوں کی جس طرح مدلل وضاحت کی گئی ہے، اس کے نتیجے میں آپ اور مولانا طاہر مکی اور ادارہ کے تمام حضرات نے جنت کا سامان مہیا کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان محنتوں کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھائے اور امت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"[67]

جناب جسٹس آفتاب حسین (چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت):

مولانا عمر احمد عثمانی کے بصیرت افروز خیالات اور عورتوں کے متعلق موضوعات پر ان کے شرعی دلائل پڑھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ ہمارے علمائے کرام میں ایسے باہمت اور جری لوگ موجود ہیں۔ جو اپنے انقلابی خیالات کو صفحہ قرطاس پر لانے سے بالکل نہیں گھبراتے۔

جسٹس عبدالقدیر چودھری (چیف جسٹس بلوچستان ہائی کورٹ):

جناب علامہ عمر احمد عثمانی جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں، ملت اسلامیہ کے مجموعی شعور سے باخبر ہیں۔ اس میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھانے میں کامیاب رہے ہیں۔ فاضل مصنف نے کتاب وسنت اور فقہ کی مستند کتابوں کی روشنی میں انتہائی اہم بنیادی مسائل جیسے القضاء اور اجماع کا جائزہ لیا ہے۔ ان کی صائب رائے اہل نظر کے لیے اپنے اندر دعوت فکر کا زبردست سامان رکھتی ہے۔[68]

سہ ماہی "تدبر" لاہور (مدیر: مولانا خالد مسعود) کا تبصرہ:

مولانا خالد مسعود اپنے رسالے سہ ماہی "تدبر" میں فقہ القرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ادارہ فکر اسلامی کراچی نے ایک نہایت قابل ستائش قدم اٹھایا ہے۔ اس ادارے نے فقہ کی ایسی کتاب تیار کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے جو پوری اسلامی فقہ کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی ہو۔ کتاب تصنیف کرنے کے لیے ادارے نے مولانا عمر احمد عثمانی سے رجوع کیا جو ملک کے معروف دینی وعلمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اور مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کا انتخاب نہایت موزوں ہے۔ مولانا نے "فقہ القرآن" کے نام سے ایک سلسلہ کتب تیار کر دیا ہے۔ جس کی جلد ششم ہمارے پیشِ نظر ہے۔

---

[67]۔ فقہ القرآن، ۲/۱۸

[68]۔ ایضاً، ۲/۲۱-۲۲۱

ہماری قوم کی بد قسمتی ہے کہ جمود اور تقلید کی جڑیں اس قدر گہری ہو چکی ہیں کہ دین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اگر کوئی عالم، خواہ کتنے ہی خلوص کے ساتھ، عام مؤقف سے ہٹ کر کوئی نئی تحقیق پیش کرے تو لوگ اس پر کفر یا کم از کم انکارِ حدیث کا لیبل چسپاں کرنے میں تاخیر نہیں کرتے۔ اگر کچھ لوگ مولانا عثمانی کے متعلق بھی یہی طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اسے نظر انداز کرنا چاہیے۔"[69]

[69]۔ ایضاً، ۲/ ۲۰-۲۱